رتی جناح — قائداعظم کے لیے ایک مؤثر تحریکی قوت

شاہد حسن رضوی*

The woman who brought colour and joy in Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah's life was Ruttie Dinshaw--Bombays most beautiful and elegant lady in her times. Ruttie was young and passionate and she transmitted these qualities in Jinnah. If we study Jinnah's politics from 1919 to 1928, we find passion and enthusiasm that are blessed to young people. His youthfulness could be studied while dealing with Bombay Lord Willingdon, and how Ruttie Jinnah supported him makes it an interesting study.

Ruttie was brought up in an environment of literature and poetry. Their impact on impressionable Ruttie was inevitable. She became romantic. It is in that atmosphere that she met the hero of her dreams. She felt attracted to the tall, towering, handsome and heroic Jinnah who had already etched for himself a place on the legal, social and political firmament. Ruttie admired Jinnah's scintillating personality.

Although Ruttie Jinnah never took an active part in politics, but there are certain events, which reveal that she was not only desirous of india's freedom but also had a deep political insight. As long as Ruttenbai lived she was a tower of strength to Mr. Jinnah and a comrade-in-arms. She waged many a political battle alongside her husband and in famous Town-Hall incident.... Mrs. Jinnah proved that she was a valiant wife of a valiant husband.

Ruttie was intensely patriotic, independent and anti-colonial. She was so enthused and excited by Jinnah's involvement in politics that during the showdown drama with Lord Willingdon, she flung herself passionately into the fray. According to Bombay Chronicle report: "I should say that when the meeting was going on in the Town Hall, Ruttie was waiting outside, but soon she managed to get upon a side box and shouted, "We are

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔

not slaves. Jinnah and Ruttie loved and respected each other but Jinnah's hectic schedule of work alienated her from him. In January 1928 Ruttie and Mr.Jinnah separated. Jinnah's dream collapsed in 1929, on her birthday i.e., 20 February 1929, she left this world.

مسلم خواتین روز اوّل سے ہی معاشرے کی فعال رکن رہی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ایک موثر تاریخی قوت بھی ثابت ہوتی رہی ہیں۔[۱] اسلامی تعلیمات کے مطابق مر د وعورت معاشرے میں یکساں مقام کے حامل ہیں۔ اگرچہ ان کی ذمہ داریوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے، تاہم ہر شعبہ ہائے زندگی میں مرد وعورت کے ایک دوسرے پر اثرات سے انکارنہیں کیا جا سکتا۔ حضرت آدمؑ اور اماں حوّا سے لے کر آج کی بھرپور تمدنی زندگی تک یہ اثرات ایک ارتقائی صورت اختیار کر گئے ہیں۔[۲] جو صدیوں کے ارتقاء کے باوصف آج بھی اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت حواؑ کے اپنے شوہر حضرت آدمؑ اور بیٹے شیثؑ پر حضرت نوحؑ پر ان کی زوجہ اور حضرت ادریسؑ پر ان کی صاحبزادی کے اثرات تاریخ کا حصہ ہیں۔[۳] اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کی ازواج مطہرات حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ، ان کی پشت پر ایک موثر قوتِ مشاورت و استقامت کے طور پر موجود تھیں۔[۴] جبکہ اسی طور کا روشن کردار حضرت سلیمانؑ کی زوجہ محترمہ، حضرت عیسیٰؑ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم اور فرعونِ مصر کی اہلیہ آسیہ کا بھی تاریخ میں موجود ہے، جو تاریخی ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل فراموش بھی ہے۔[۵] اسی طرح اوائل زمانہ میں حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی صورت میں ہمیں خواتین کا ایک عملی و مثالی کردار (The Role Model) ملتا ہے، جو تمام عالم کے لیے قابل تقلید مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔[۶] حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صلاح و مشورہ اس وقت حضورﷺ کے لیے بے پناہ ڈھارس کا سبب بنا، جب آپؐ کو وحی الٰہی کا پہلے پہل عملی تجربہ ہوا۔[۷] جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کی زندگی میں بہترین مشیر اور چاروں خلفائے راشدین کی مؤیّد (حمایت) و سرپرست ثابت ہوئیں۔ جس سے اشاعت و فروغِ اسلام کے مشن میں کافی آسانی میسر آئی۔[۸] خواتین کے اس تاریخی کردار کے تسلسل و تناظر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سماجی شعور اور سیاسی بصیرت سے بہرہ ور تھیں۔ ان کی رائے پُر وزن اور حتمی ہو اکرتی اور فیصلے مستند۔ ان کی انہی خصوصیات کی بناء پر حضورﷺ نے انہیں جنتی خواتین کی سردار قرار دیا۔[۹]

خلفائے راشدہ میں بھی خواتین کو وہی مقام دیا گیا جس کا اجراء حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔[۱۰] مابعد ادوار میں عہد بنو امیہ، بنو عباس، بنی فاطمہ میں خواتین کی اہمیت و حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔[۱۱] اسی طرح سلطنت ہسپانیہ و ترکیہ کی تاریخ بھی خواتین کے موثر کردار اور کارناموں سے بھری پڑی ہے۔[۱۲]

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد کے ساتھ ہی، خواتین کے شاندار کردار کا احیاء بھی ہوا۔[۱۳] حجاج بن یوسف کے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم اور بعد ازاں ان کے بیٹے عمرو بن محمد بن قاسم کا عہد، سندھ کا بہترین دور کہلاتا ہے۔ اس دور میں یہاں ایک باقاعدہ سیاسی ڈھانچہ مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ قاعدہ و قانون کو بھی فروغ حاصل ہوا۔[۱۴] عمر بن محمد کے سیاسی استحکام میں اس کی والدہ فاطمہ کا بڑا عمل دخل تھا، جس سے برصغیر میں مسلم اقتدار کی راہ ہموار ہوئی۔ جو آئندہ ایک ہزار سال کے استقرار و استقلال کا باعث بنی۔[۱۵] یہی وجہ ہے کہ خواتین کے موثر تاریخی کردار کو برصغیر کے ہر عہد حکمرانی میں سراہا گیا۔ عہدِ غزنی میں سلطان محمود غزنوی کی والدہ سکینہ اور زوجہ حرم نور،[۱۶] عہد غوری میں تاج الدین یلدوز کی بیٹی صمامہ (جو قطب الدین ایبک کے عقد میں آئی)[۱۷] التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ،[۱۸] بعد ازاں مغلیہ عہد حکومت میں شہنشاہ بابر کی اہلیہ عائشہ سلطان،[۱۹] ہمایوں کی ملکہ بانو[۲۰] اور ہمایوں کی بہن گل بدن بیگم اہم ترین نام ہیں۔[۲۱] یہ خواتین روشن خیال، باکردار، بلند حوصلہ، علم و ادب کی دلداہ اور سیاسی امور کی ماہر تھیں۔ ان خواتین نے ہندوستان کی سیاست میں اپنی ذہانت کا سکہ جمایا۔ مغل حکومت کا سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی مسلم خواتین کے اثرورسوخ کا سورج بھی وقت کی دبیز دھند میں چھپ گیا۔[۲۲] ۱۸۵۷ء تا تحریک پاکستان کے اوائل تک خواتین پس پردہ رہیں۔

تحریک پاکستان کے ابتدائی ایام میں جو شخصیت شہرت کے اوجِ ثریا کی جانب مائل بہ پرواز تھی، وہ محمد علی جناح تھے جو ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشاں تھے۔[۲۳] ۱۹۱۶ء کا میثاق لکھنو محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کا ایک اہم موڑ (Watershed) ثابت ہوا۔[۲۴]☆ میثاق لکھنو کی منظوری نے جہاں انہیں ہندو مسلم اتحاد کا سفیر بنایا وہاں ان کی سیاسی فہم و فراست پر بھی مہر ثبت کر دی۔[۲۵] یہ وہ ایام

☆ محمد علی جناح نے قیام مسلم لیگ کے سال ہی میں نیشنل کانگرس میں شمولیت اختیار کی تھی غالباً مسلم لیگ کا قیام ان دنوں اتنا سنسنی خیز واقعہ شاید نہیں تھا۔ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۶ء تک کا عشرہ قائد نے اپنی سیاسی ساکھ بنانے میں گزارا جس کی وجہ سے انہیں قومی سیاست میں منفرد مقام حاصل ہو گیا تھا۔ وہ لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی بنے اور

تھے جب جناح کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کے ممبر تھے اور سیاسی میدان میں ان کا شمار نووادِوں یا لڑکوں میں ہوتا تھا۔ تاہم اس ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی مقبولیت بہت دور گئی۔[۲۶]

تعلیم قانون کی تکمیل کے بعد قائداعظم نے مستقبل رہائش بمبئ میں اختیار کی۔[۲۷] وقت گزرنے کے ساتھ وہ نہ صرف کمیونٹی میں مشہور ہوتے چلے گئے بلکہ جب وہ بمبئ میں عارضی طور پر پریذیڈنسی مجسٹریٹ (Presidency Magistrate) مقرر ہوئے تو بمبئ کے سماجی اور سیاسی حلقوں میں ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔[۲۸] بالخصوص سرفیرازشاہ مہتہ کی ذات سے وابستہ ''کوکس کیس'' میں جناح کی شناسائی پارسی کمیونٹی کے موثر حلقوں سے ہوئی۔[۲۹] جناح قبل ازیں بھی پارسیوں کے کئی مقدمات لڑ چکے تھے لیکن وہ عام نوعیت کے تھے۔[۳۰] رفتہ رفتہ قائد اعظم پارسیوں کے کلب کے غیر اعلانیہ رکن بن گئے۔[۳۱]

یہاں یہ امر واضح رہے کہ پارسی بھی دیگر اقلیتوں کی طرح اپنے سے مختلف العقیدہ افراد کے ساتھ بہت کم اور محدود میل جول رکھتے تھے لیکن قائداعظم کے بارے میں ان کے نظریات مختلف تھے۔ اس سے قائد کی پارسی طبقہ میں مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔[۳۲]

پارسیوں کے کلب میں جناح نے ان پارسی گھرانوں سے دوستانہ مراسم بھی استوار کیے، انہی میں سے ایک نامور رئیس خاندان سرڈ نشا مانک جی پٹیٹ کا بھی تھا، جن کے ساتھ قائد کے گھریلو مراسم تھے اور وہ فارغ اوقات میں ان کی رہائش گاہ پر مختلف امور پر گھنٹوں تبادلہ خیالات کرتے اور بیشتر اوقات رات کا کھانا بھی سرڈنشا پٹیٹ کے ساتھ کھاتے۔[۳۳] اسی گھریلو فضا میں قائداعظم کی ملاقات سرڈنشا کی اکلوتی اور باوقار بیٹی مس رتی پٹیٹ سے ہوئی۔ خوش پوشاک، ذہین اور نفیس الطبع رتی نے پروقار ذہین اور حلیم الطبع جناح کو بہت متاثر کیا۔ رتی قائداعظم سے ۲۴ برس چھوٹی تھیں۔ لیکن علم دوستی، ذہانت اور خوش پوشاکی اور مخصوص ذاتی صلاحیتوں کی بناء بمبئ کی خواتین میں انہیں

اس حیثیت سے انہوں نے ''وقف علی الدولاد'' کا بل منظور کر دایا۔ مزید برآں ۱۹۱۳ء میں سید وزیر حسن اور مولانا محمد علی جوہر کے ایماء پر آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اس طرح وہ ہندو مسلم سیاست کے لیے پل کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انہی کی کوششوں سے ۲۵ دسمبر ۱۹۱۵ء کو بیرسٹر مظہر الحق (۱۸۶۶-۱۹۳۰ء) کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس بمبئ میں اس وقت ہوا جب کانگرس نے بھی لارڈ تھنا کی زیرِ صدارت اپنا اجلاس منعقد کیا۔

وقف علی الاولاد بل: ۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء کو امپریل لجسلیٹو میں قائداعظم نے یہ بل اِس لیے پیش کیا تھا کہ اسلامی قانون کے بارے میں ۱۸۹۴ء کے پریوی کونسل کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جا سکے۔ اس قانون کا منظور ہونا قائداعظم کی بطور پارلیمنٹری غیر معمولی صلاحیت و قابلیت کا اعتراف تھا۔

ممتاز مقام حاصل تھا۔[۳۴] ان کی پرورش شاعرانہ ماحول میں ہوئی تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں ہی انہوں نے ٹینی سن، بائرن، کیٹس، شیلے، براؤن ننگ اور جان ملٹن جیسے شعراء اور انگریزی افسانوی ادب کا مطالعہ کیا تھا۔[۳۵] ☆ یہی نہیں بلکہ ملکی سیاسیات پر بھی وہ بلاتکان گفتگو کرتیں جو پُر مغز اور استدلال سے بھرپور ہوتی۔ ہندوستان کی آزادی اور سماجی انصاف کی فراہمی ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔[۳۶] لیکن اس سب کے باوجود انہیں محمد علی جناح کے اندازِ فکر اور سیاسی بُردباری نے بہت متاثر کیا۔[۳۷] بالخصوص ۱۹۱۶ء میں لکھنو پیکٹ کے لیے جناح کی مساعی اور سیاسی سرگرمیوں نے رتی کو ایک مختلف انداز سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اسی دوران جب محمد علی جناح گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے سرڈنشا کی فیملی کے ہمراہ دارجلنگ گئے تو یہ رتی کی زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ تھا۔[۳۸] ان پر جناح کی شخصیت کے کئی خفیہ گوشے وا ہوئے، بالخصوص قائداعظم کی سیاسی اور نجی زندگی کا بھی بخوبی اندازہ ہوا جو اصول پسندی، اولوالعزمی، سبک روی اور حساسیت کا حسین امتزاج تھا، جو بلاشبہ انہیں ان کے دیگر ہندوستان رفقاء سے ممتاز کرتا تھا۔[۳۹] تاہم عمروں اور سماج کا یہ فرق ایک بے معنی چیز تھا۔ دونوں نے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا فیصلہ کر لیا۔[۴۰]☆☆ جناح نے مس رتی پٹیٹ کے اس فیصلے کا حد درجہ احترام کیا۔ وہ رتی کی ذاتی قربانیوں کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔[۴۱]

رتی پٹیٹ کی مسٹر جناح سے شادی نے پورے ہندوستان میں ہل چل پیدا کر دی تھی۔ یہاں تک کہ قوم پرست علماء نے اس شادی کی شدید مخالفت کی اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ ان میں مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا مظہر علی اظہر پیش پیش تھے۔[۴۲] لیکن رتی جناح نے اپنے خاندان کی مخالفت، خصوصاً اپنے والد کی خفگی کا کوئی نوٹس نہیں لیا دوسری طرف جناح نے بھی سیاسی وجوہات کی

☆ رتی کو بچپن ہی سے مطالعہ کا شوق تھا جس کی پرداخت ان کے والدین کی نگرانی میں ہوئی۔ رتی کو والدین کی طرف سے انگریزی ادب کی نادر کتابیں وقتاً فوقتاً تحفہ میں ملتی رہتیں جس سے ان کی علم و ادب میں دلچسپی بڑھتی چلی گئی۔ وہ گفتگو کے دوران میں موقع محل کے مطابق شعروادب کے حوالے دیتیں۔ چنانچہ ذہنی بلوغت کے اس مرحلہ پر ان کی راہ و رسم اپنے ہم عمر لڑکیوں کے بجائے اپنے والدین کے احباب سے زیادہ ہوگئی۔ اسی دوران انہیں مسٹر جناح کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ سرڈنشا کے احباب میں ہندوستان کے چوٹی کے سیاستدان اور وکلاء شامل تھے۔ جن میں سر تیج بہادر سپرد، فیروز شاہ مہتہ، بدالدین طیب جی، مسٹر گوکھلے، تلک، بنیر جی، مسز اینی بیسنٹ اور مسز سروجنی نائیڈو وغیرہ۔

☆☆ رتی کی کم عمری کے باعث یہ شادی اپریل ۱۹۱۸ء تک مؤخر ہوگئی۔ رتی نے سن بلوغت تک پہنچنے کے بعد، اسلام قبول کر لیا۔ ان کا اسلامی نام مریم بائی رکھا گیا۔

بناء پر کی جانے والی شادی کی مخالفت کو درخور اعتناء نہ جانا۔ رتی جناح نے قائداعظم کی زندگی پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب کیے۔[۴۳] رتی نہایت خوبصورت نفیس و حلیم اور بھرپور شخصیت کی حامل خاتون تھیں۔ بقول راجہ صاحب آف محمود آباد رتی بائی اس قدر خوبصورت تھیں کہ ان سے ملنے اور ان کو دیکھنے والا کوئی شخص بھی ان کی دل کشی کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ پاتا تھا۔[۴۴] وہ بمبئی کے سماجی حلقوں میں The Flower of Bombay کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔[۴۵] جبکہ کانگرس رہنما کا نجی دوار کاداس نے رتی بائی سے اپنی پہلی ملاقات کے تاثرات یوں بیان کیے:

> فروری ۱۹۱۴ء کو ایک سرد سہ پہر بمبئی کی اودل سے کوئنز روڈ ٹینس کورٹ کی جانب جانے والی سڑک پر میں نے دیکھا کہ ایک پارسی لڑکی جس کی عمر تقریباً چودہ سال ہوگی، مخالف سمت سے ایک چھوٹی گاڑی میں جسے دو چھوٹی نسل کے خوبصورت خچر کھینچ رہے تھے آرہی تھی... میں اس لڑکی کو دیکھتا رہ گیا اور اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ گاڑی اور اس میں سوار لڑکی میری آنکھوں سے اُوجھل نہیں ہو گئی میں اس کا چہرہ فراموش نہ کر سکا۔ تین ماہ بعد ایک اخبار میں شائع ہونے والی ایک تصویر سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ سرڈنشا کی بیٹی رتی تھی۔[۴۶]

جبکہ ہیکٹر بولائتھو کے بقول:

> رتی نہایت حسین اور ذہین لڑکی تھی اور آج بھی جبکہ رتی کے انتقال کو نصف صدی گزر چکی ہے۔ آپ کو بمبئی میں کئی ایسے بوڑھے ملیں گے جو اسے یاد کر کے کہیں گے، آہ رتی پٹیٹ ! وہ چمنستان بمبئی کا حسین ترین پھول تھی۔ اس میں کیسی زندگی تھی اور وہ کتنی ذہین تھی۔ رعنائی خیال اور دل لگی تو اس پر ختم تھی۔[۴۷]

شادی کے کچھ عرصہ بعد رتی نے جناح کے مکان کی ازسرنو آرائش پر توجہ دی اور اسے جنتِ ارضی میں بدل دیا۔[۴۸] رتی کے ہر ہر عمل سے نفاست اور وضع داری جھلکتی تھی۔ رتی نے نہ صرف گھریلو امور کو قابل رشک بنایا بلکہ انہوں نے جناح کے کورٹ چیمبر کو بھی نیا رنگ و روپ عطا کیا۔ دیواروں اور دروازوں پر رنگ و روغن کرایا اور اسے عمدہ فرنیچر سے آراستہ کیا۔[۴۹] رتی کے اسی احساس ذمہ داری اور خدمت گزاری نے محمد علی جناح کو بہت جلد اِن کا اس درجہ اسیر کر ڈالا کہ وہ عدالتی امور سے فراغت کے بعد سیدھے گھر واپس آتے اور رتی سے گھنٹوں گفتگو کرتے۔ بعض اوقات یہ گفتگو گھریلو اور نجی معاملات سے نکل کر قومی و سیاسی معاملات پر محیط ہو جاتی اور جناح رتی کے مطالعہ اور استدلال سے مبہوت ہو کر رہ جاتے۔[۵۰] بالفاظ دیگر رتی سے شادی کے بعد جناح کی اپنی بیوی

سے علیحدہ کوئی زندگی نہیں تھی اور ان کی نجی، سیاسی اور سماجی زندگی میں رتی حد درجہ شامل تھیں۔۵۱ یہاں تک کہ جناح نے شادی کے بعد اور نیٹ کلب کی رکنیت سے بھی استعفیٰ دے دیا تھا، جہاں وہ بلیئرڈ کھیلا کرتے تھے۔ تاہم یہ اثرات یک طرفہ نہیں تھے۔ جناح کی رفاقت نے رتی میں بھی سنجیدگی اور اعتماد کی روح پھونک دی تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اپنے شوہر کی سی خود اعتمادی اور متانت پیدا ہو رہی تھی۔ اب ہر بات پر غیر جذباتی انداز میں غور کرنا اور پھر سچی اور کھری بات کہہ دینا، ان کی ذات کا حصہ بن گئی تھی۔اس سے محترمہ رتی جناح کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا ہوگیا۔۵۲

جناح نے جن حالات میں اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کیا تھا، سیاست برصغیر پر بڑے بھاری دن تھے۔ جنگ عظیم اوّل زور و شور سے جاری تھی۔ بالخصوص جنگ میں حکومت برطانیہ کی استعانت کے سوال نے برصغیر کو سیاسی لحاظ سے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔۵۳ گاندھی جیسے بڑے رہنما، فوج میں ہندوستانی باشندوں کی بھرتی کی پرزور تائید کر رہے تھے جبکہ کئی کانگرسی لیڈر اس کے مخالف بھی تھے۔ جناح نے اس سلسلے میں نہایت سخت موقف اختیار کر رکھا تھا۔۵۴ انہوں نے ۸/اپریل ۱۹۱۸ء میں بمبئی کے ایک جلسہ میں حکومت کے اس اقدام کی بھرپور مخالفت اور مذمت کی اور کہا کہ جنگ عظیم اگر سلطنت برطانیہ کے لیے زندگی و موت کا مسئلہ ہے تو حکومت ہند کی دستوری اصلاحات کا سوال ہندوستان کے عوام کے لیے بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں تھا۔۵۵ محمد علی جناح نے اس سلسلہ میں وائسرائے کو ایک تار بھی ارسال کیا لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ چنانچہ ۲۴/اپریل ۱۹۱۸ء کو ایک اخباری بیان کے ذریعے انہوں نے کھلے لفظوں اس بات کا اظہار کیا کہ کوئی محکوم قوم اس جذبہ اور قوت کے ساتھ دوسروں کے لیے جنگ نہیں کر سکتی جس قدر قوت اور جذبہ کے ساتھ ایک آزاد قوم اپنی اور دوسروں کی آزادی کے لیے جنگ کر سکتی ہے۔۵۶ اس لیے ضروری ہے کہ کانگرس اور مسلم لیگ کی اسکیم کے تحت مقررہ مدت کے اندر اندر ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کی جائے اور اس سلسلے میں فوری طور پر پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جائے۔ اگر ہم سے خلوص برتا گیا تو ہم بھی خلوص سے کام لیں گے۔ ہم سے مطالبات کیے جارہے ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ بدگمان نہ ہوں لیکن اس کے عوض کچھ دیا نہیں جاتا۔ حکومت ہمیں صرف اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے۔ ہم آزادی کے پرچم تلے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ آزادی سے کم کسی قیمت پر ہمارے عوام جنگ میں

حصہ نہیں لیں گے اور نہ ہمارے دیس کی عورتیں قربانی دیں گی۔۵۷

جناح نہیں چاہتے تھے کہ فتح سے ہمکنار تو ہندوستان ہو جبکہ اس کے کے ثمرات انگریز سمیٹ لیں۔ محمد علی جناح کی یہی سوچ تھی جس نے انہیں عوام میں خاطر خواہ پذیرائی بخشی تھی۔ رتی جناح ان تمام معاملات میں جناح کی پشتیبان(مدد کرنے والا) اور قدم قدم پر ان کی حوصلہ افزائی کر رہی تھیں۔۵۸ جنگ عظیم میں بیشتر مقامات پر انگریز فوجیں جرمن افواج کے سامنے بے بس تھی۔ یہی وجہ تھی کہ برطانوی حکومت کی ہرممکن کوشش تھی کہ ہندوستانی عوام جنگ میں برطانوی افواج کے شانہ بشانہ لڑیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ (۱۹۱۶۔۱۹۲۱) نے مرکزی سطح پرایک وار کونسل قائم کی اور گورنروں کی زیرِ نگرانی صوبائی وار کونسلیں بھی قائم کی گئیں۔۵۹ ۳۰/اپریل ۱۹۱۸ء کو دہلی میں قومی وار کونسل کا اجلاس وائسرائے کی زیرِ صدارت ہوا۔ اس اجلاس میں محمد علی جناح نے ایک تجویز پیش کی جس میں عوام کی طرف سے حکومت کو امداد کا یقین دلایا گیا مگر اس کے ساتھ ساتھ اس امر پر بھی زور دیا گیا تھا کہ ملک میں دستوری اصلاحات کا نفاذ بھی عمل میں لایا جائے۔۶۰ وار کونسل میں محمد علی جناح کی اس تجویز پر وائسرائے نے پس و پیش کا اظہار کیا اور جب محمد علی جناح نے اس کے حق میں دلائل دینا شروع کیے تو وائسرائے نے دلائل پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکا رکر دیا۔ محمد علی جناح نے وائسرائے کی اس رولنگ کو نظر انداز کرتے ہوئے نہایت سخت الفاظ میں برطانوی طرزِ عمل کی مذمت کی حالانکہ کہ ان دنوں صورتحال یہ تھی کہ ہندوستان کے بیشتر رہنما جن میں مسٹر گاندھی، مہاراجہ جام نگر اور من موہن داس شامل تھے، حکومت کی غیر مشروط امداد کے حامی تھے۔۶۱ مسٹر گاندھی نے وائسرائے کو یہاں تک یقین دہانی کرادی تھی کہ وہ دوران جنگ ہوم رول یا ذمہ دار حکومت کا نام بھی نہیں لیں گے۔ لیکن جناح کا رویہ اور لہجہ روز بروز سخت ہوتا جا رہا تھا۔۶۲ ۱۰ جون ۱۹۱۸ء کو بمبئی میں صوبائی وار کونسل کے اجلاس میں بھی، جس کی صدارت لارڈ ولنگڈن کر رہے تھے، جناح نے حکومت کے خوب لتے لیے(دھجیاں اُڑانا)۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا مرحلہ کتنا ہی نازک کیوں نہ ہو۔ ہر ہندوستانی اس بات پر متفق ہے کہ ہندوستان کو سیاسی ترقی حاصل کرنا چاہیے لیکن قبل اس کے کہ میں آگے بڑھوں لارڈ ولنگڈن کے اس طرزِ عمل کی مذمت کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے قلبی اذیت ہوئی ہے۔ وہ ہوم رول لیگ کے رہنماؤں کے خلوص او رصداقت کو شک و شبہ کی

نظر سے دیکھتے ہیں۔ مجھے اس طرز عمل اور انداز گفتگو پر بہت افسوس ہے۔۶۳ اس جلسے کے بعد ہوم رول لیگ کے اراکین نے محمد علی جناح کی زیر قیادت طے کر لیا کہ آئندہ جس جلسے کی صدارت بھی لارڈ ولنگڈن کریں گے اس میں کوئی رکن شریک نہیں ہوگا۔ محمد علی جناح کی اس تقریر نے لارڈ ولنگڈن کی رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دی۔۶۴ ان حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ وائسرائے نے لارڈ ولنگڈن کے مدت ملازمت میں توسیع گوارا نہ کی۔ جو کہ ستمبر ۱۹۱۸ء میں ختم ہونا تھی۔۶۵ اس سے قبل ۸ جولائی ۱۹۱۸ء کو آئینی اصلاحات کے سلسلے میں مانٹگیو چیمسفورڈ رپورٹ شائع ہوئی۔ جسے لیگی اور کانگرس دونوں نے غیر اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے اس میں ترامیم کا مطالبہ کیا۔ خصوصاً قائداعظم نے مطالبہ کیا کہ صوبوں کی طرح مرکز میں بھی اصلاحات کا نفاذ کیا جائے۔۶۶ اس اثناء میں ۱۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو لارڈ ولنگڈن کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب کا اعلان ہوا۔ یہ جلسہ ٹاؤن ہال بمبئی میں منعقد ہونا تھا۔۶۷ جلسے سے ایک دن قبل رات کے دس بجے سے ولنگڈن کے مخالف ٹاؤن ہال کی سیڑھیوں پر جمع ہونا شروع ہوگئے۔ حکومت کو ان کے منصوبوں کی خبر مل گئی تھی اور پولیس کا مضبوط دستہ اس وقت ہال کے باہر موجود تھا۔ دوسرے دن دس بجے جب ہال کھلنے والا تھا، جناح اور ان کے ساتھی جن میں مسٹر جمنا داس، بی جی ہارنیم، دوار کا داس، عثمان سوبانی، ایل۔آر۔ ٹیری، پی کے تیلنگ، سید حسین اور پوتھن جوزف وغیرہ شامل تھے، موقع پر پہنچ گئے اور فوراً مظاہرین کی اولین قطار میں اپنے ان ساتھیوں کی جگہیں لے لیں جو رات بھر وہاں کھڑے رہے تھے۔ اس موقع پر رتی جناح نے محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا۔۶۸ محترمہ رتی جناح جو میدان علم و ادب کی دلدادہ اور عملی سیاست سے کوسوں دور تھیں، لیکن اپنے شوہر کو اس میدان کا رزار میں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی تھیں لہٰذا میدان عمل میں کود پڑیں۔ یہ حیرت انگیز امر تھا کہ اپنی شادی کے محض پانچ ماہ بعد وہ محمد علی جناح کے شانہ بشانہ کھڑی تھیں۔۶۹ وہ جلسے کے باہر علم بغاوت سے اپنے شوہر کے ساتھیوں کو مجتمع کرتی رہیں اور جلسے کے آغاز تا اختتام تک سیڑھیوں پر رضا کاروں کی رہنمائی میں مصروف رہیں۔ جب ٹاؤن ہال میں جلسہ شروع ہو رہا تھا۔ اس وقت رتی جلسہ گاہ سے باہر تھیں، لیکن پھر انہوں نے کسی طرح اوپر ایک سائیڈ بکس حاصل کر لیا اور الفنسٹن سرکل گارڈن جو کہ ٹاؤن ہال کے بالکل سامنے تھا، کی طرف مجمع سے خطاب کرتے ہوئے چیخ کر کہا ہم غلام نہیں ہیں۔ اس مرحلے پر پولیس نے ان کے اوپر پانی پھینکا

مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں اور اس وقت تک مجمع سے خطاب کرتی رہیں جب تک کہ ٹاؤن ہال کا جلسہ افراتفری اور پولیس تشدد کی وجہ سے ختم نہیں ہو گیا۔☆ ۷۰ اس دوران رتی جناح پر تشدد بھی کیا گیا مگر انہوں نے اپنی جگہ نہیں چھوڑی۔

بمبئی کے مشہور اخبار بمبئی کرانیکل نے یہ خبر نمایاں جگہ پر شائع کی کہ جب محمد علی جناح ہال کے اندر لارڈ ولنگڈن کو دیئے گئے الوداعیہ کی مخالفت میں مصروف تھے اس وقت مسز جناح ہال کے باہر مجمع سے متاثر کن انداز میں خطاب کر رہی تھیں ... اور ہر شخص نہایت جوش و خروش کے عالم میں نعرہ ہائے تحسین بلند کر رہا تھا۔۷۱ اس موقع پر جناح کی اہلیہ نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک بہادر شوہر کی بہادر بیوی ہیں۔۷۲

یہ ہنگامہ آرائی صبح دس بجے تا شام پانچ بجے تک جاری رہی۔ اگرچہ یہ جلسہ ناکامی سے دوچار ہوا۔ لیکن رتی کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ مسز جناح اس جلسہ کے بعد اہل بمبئی کی آنکھوں کا تارا بن گئی تھیں۔ اسی شام ایک بہت بڑے جلسہ میں جناح اور ان کی اہلیہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔۷۳ قبل ازیں رتی جناح نے عملی سیاست میں اگرچہ باقاعدہ کبھی حصہ نہیں لیا تھا لیکن وہ نہ صرف ہندوستان کی آزادی کی شدید خواہاں تھیں بلکہ وہ اعلیٰ درجے کی سیاسی بصیرت کی بھی حامل تھیں۔ جناح نے شادی کے بعد نہ صرف رتی کے انداز فکر کو مزید جلا بخشی بلکہ قائد بھی سیاسی معاملات میں اپنی مخصوص احتیاط پسندی کے ساتھ ساتھ جذباتی ردعمل کا اظہار کرنے لگے تھے۔۷۴ جیسا کہ بولائتھو کا کہنا تھا کہ اوّل اوّل محمد علی جناح نے رتی کے حسن جہاں تاب کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ ان کے بے ساختہ پن میں جناح کو لطف آنے لگا اور سیاسی معاملات میں بھی وہ اپنی رفیقہ حیات کا اثر قبول کرنے لگے۔۷۵

جناح کی شادی کے بعد کے ابتدائی تین سالوں کی سرگرمیوں اور سیاسی مصروفیات کا جائزہ لیا جائے تو ان کے سیاسی فیصلوں پر رتی کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔ یہ غیر معمولی نوعیت کے سیاسی

☆ ٹاؤن ہال کے اندر جناح کے ساتھیوں کی جانب سے کی جانے والی ہنگامہ آرائی پر قابو پانے کے لیے کمشنر نے پولیس کو حکم دیا کہ وہ ٹاؤن ہال خالی کرائے۔ چنانچہ پولیس نے اپنی کارروائی شروع کر دی۔ محمد علی جناح، ان کے ساتھیوں اور ان کی اہلیہ نے پولیس مداخلت کے خلاف بھی بھرپور مزاحمت کی۔ اس طرح یہ تقریب ہنگامہ آرائی کی نذر ہو گئی۔

فیصلے ایسے تھے جن کی مثال ان کے سابقہ اور آئندہ زندگی میں بہت کم ملتی ہے۔ یہ ایک طرف تو جذباتی انداز فکر کے آئینہ دار تھے تو دوسری طرف نہایت دور رس نتائج کے حامل۔ ۷۶

بالفاظ دیگر رتی جناح قائد کے لیے ایک موثر اور مسلسل تحریکی قوت (An effective constant source of inspiration) ثابت ہوئیں۔ بقول کانجی دوار کا داس، ''انہوں نے رتی کی صورت میں شوق و تحریک اور امنگ کا ایک سرچشمہ تلاش کر لیا تھا۔ ان کی نجی، سیاسی اور سماجی زندگی رتی کے دم قدم سے تھی۔۷۷ بلکہ شادی کے بعد محمد علی جناح کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ ایک ایسا دور جس نے ان کی سیاسی زندگی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ انہوں نے ایک نئے ولولے اور جوش کے ساتھ قومی معاملات پر اپنی رائے دینا شروع کر دی۔ رتی جناح کی سیاسی میدان میں آمد نہایت دھماکہ خیز تھی۔۷۸ لارڈ ولنگڈن کی الوداعی تقریب کے دوران مسز جناح کی حیرت انگیز ثابت قدمی نے اس مرحلہ پر عوام کے دل جیت لیے۔ بالخصوص تشدد آمیز ہنگامہ آرائی کے دوران بھی ان کے قدم نہیں لڑکھڑائے۔ عزیز بیگ کے بقول، ''جب کچھ تماشائیوں نے یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا ہو رہا ہے صورتحال کا جائزہ لیا تو انہوں نے سب سے پہلے ٹاؤن ہال لائبریری کے اوپر بالکونی میں مسز جناح کو کھڑا ہوا پایا... ہر شخص اس مرحلے پر اس خاتون کی جرأت مندی کا بخوبی اندازہ لگا سکتا تھا۔۷۹

ٹاؤن ہال کی کامیابی کے بعد اگر ایک طرف جناح عوام میں مقبولیت اختیار کر گئے تھے تو وہاں رتی جناح بھی قائد کی نظروں میں بلند مقام پا چکی تھیں اور وہ بذات خود جناح کی اہلیہ کی حیثیت سے احساس تفاخر سے سرشار تھیں۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ جناح اپنا بے باکانہ انداز سیاست برقرار رکھتے ہوئے سیاست ہندوستان پر چھا جائیں۔۸۰ اس مقصد کے لیے وہ ہر قدم پر جناح کے ساتھ کھڑی تھیں۔ ۱۹۱۹ء میں جب بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر بی جی ہارنی مین (۱۸۷۳۔ ۱۹۴۸ء) نے حکومت مخالف مضامین لکھے، بالخصوص جلیانوالا باغ کے قتل عام کے متعلق ہارنی مین کے شدید ردعمل کو حکومت نے بغاوت سے تعبیر کیا اور جناح سمیت ۸ سیاسی رہنماؤں کی ملک بدری کا فیصلہ کیا گیا۔ (تاہم بعد میں یہ فیصلہ تین تک محدود کر دیا گیا تو رتی جناح، دیگر رہنماؤں کے ساتھ اس فیصلے کے خلاف سراپا احتجاج بن گئیں۔۸۱☆

☆ تاہم حکومت نے جی جی ہارنی مین کو سیاسی رہنماؤں کی مخالفت کے باوجود ملک بدر کر دیا۔

اس سے رتی جناح کی برصغیر کی سیاست میں دلچسپی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن جناح کے کئی دوستوں سے مشورہ کے باوجود وہ عملی سیاست میں باقاعدہ طور پر نہ آئیں،۸۲ بلکہ وہ صرف اپنے شوہر کی مدد کرنا چاہتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے شوہر کی سیاسی سرگرمیوں او رمصروفیات سے نہ صرف پوری طرح واقف تھے بلکہ ان کی تقریبات اور اجتماعات میں بھی شریک ہوتی تھیں جو سیاسی نوعیت کے تھے۔ انہوں نے ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۰ء آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔۸۳

رتی جناح اپنے شوہر کے فیصلوں کی حامی ہونے کے ساتھ ساتھ جناح کی کسی قسم کی توہین برداشت نہیں کرتی تھیں۔ چنانچہ جب جناح نے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے دوران کانگرس سے استعفیٰ دیا تو مولانا محمد علی جوہر کی طرف سے جناح کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا، لیکن رتی جناح نے مولانا محمد علی جوہر سے درخواست کی کہ اس طرح کی تنقید کئی طرح کی تلخیوں کا باعث بنے گی۔۸۴

محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کا یہ سخت ترین دور تھا کیونکہ تحریک خلافت میں عوامی جوش و خروش بامقصد سیاست کو خس و خاشاک کی طرح بہا لیے جا رہا تھا، لیکن رتی جناح نے قائداعظم کی برابر حوصلہ افزائی کی۔ محمد علی جناح کا نقطہ نظر تھا کہ توڑ پھوڑ، تشدد اور بائیکاٹ کی سیاست، ہندوستان کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ بنی گی۔۸۵ کیونکہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کو گاندھی نے جن خطوط پر استوار کیا تھا وہ محمد علی جناح جیسی اعتدال پسند اور آزادی کی بات کرنے والے سیاستدان کے لیے ناقابل قبول تھے۔ چانچہ انہوں نے اکتوبر ۱۹۲۰ء میں گاندھی سے مراسلت کے دوران لکھا: ''آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ ملک کو تباہی کی طرف لے جائے گا۔ آپ کی تحریک نے جو انتہا پسندانہ اور شدت آمیز ہے، فی الحال صرف ناتجربہ کار نوجوانوں ،عاقبت نااندیش اورناخواندہ افراد کو متاثر کیا ہے۔ ان تمام باتوں کا مقصد بدنظمی اور افراتفری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کے کیا نتائج ہوں گے، میں ان کے تصور ہی سے کانپ جاتا ہوں۔''۸۶ سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کے دوران محمد علی جناح دو مرتبہ اپنی اہلیہ رتی جناح کے ہمراہ انگلستان گئے۔ رتی جناح کو بھی گاندھی اور کانگرس کے سیاسی طریق کار سے اختلافات تھا۔ وہ بھی مکمل آزادی کی خواہش رکھتی تھیں لیکن اس کی تکمیل کے لیے کوئی غیر قانونی طریقہ اختیار کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ وہ صرف آئینی جدوجہد کی قائل تھیں۔ انگلستان سے واپسی پر وہ جناح کے ہمراہ علی گڑھ گئیں جہاں انہیں اینگلو

اورینٹل کالج کی پچاس سالہ تقریب میں شرکت کرنا تھا۔۸۷ مزید برآں ۲۹ دسمبر ۱۹۲۵ء کو یونیورسٹی کے چوتھے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی۔۸۸ اگلے برس نومبر ۱۹۲۶ء میں محمد علی جناح ایک مرتبہ پھر بمبئی سے مرکزی اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔ اس کامیابی کے پیچھے بھی رتی جناح کا بڑا ہاتھ تھا۔ بلکہ بعد ازاں جب قائداعظم نے تجاویز دہلی ۱۹۲۷ء مرتب کیں تو رتی برابر جناح کے ساتھ رہیں۔ لیکن بعد ازاں قائداعظم کی سیاسی مصروفیات حد درجہ بڑھتی چلی گئیں۔۸۹

۱۹۲۸ء کا آغاز جناح رتی اختلافات سے ہوا اور رتی ماؤنٹ پلیزنٹ روڈ کی کوٹھی سے رہائش ترک کرکے بمبئی کے ایک ہوٹل ''تاج محل'' میں منتقل ہوگئیں۔ رتی جناح اختلافات کی اصل نوعیت کیا تھی، آج تک اس بارے کوئی حتمی رائے سامنے نہیں آسکی۔۹۰ بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ رتی جناح بلحاظ عمر زندگی میں جس ہماہمی کی متمنی تھیں جناح کی سیاسی مصروفیات اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھیں۔۹۱ بالخصوص ۱۹۲۳ء کے بعد جناح عدیم الفرصت ہو گئے تھے جس نے ان کی نجی زندگی بھی خاصی متاثر ہوئی۔ کانجی دوار کا داس کا کہنا تھا کہ میں اس علیحدگی کے لیے فریقین میں سے کسی کو بھی قصور وار نہیں پاسکا۔ تاہم میں اپنے ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ رتی کو جناح سے بے پناہ محبت تھی،۹۲ رتی کو جناح سے علیحدگی کے بعد شدید پریشانیوں نے آن گھیرا اور وہ بیمار رہنے لگیں۔ ان کی صحت دن بدن گرنے لگی اور ان پر غشی کے دورے بھی پڑنے لگے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء کو (سائمن کمیشن کی روانگی کے بعد) جناح نے لندن روانگی کا پروگرام بنا لیا۔ جناح دیوان چمن لال اور سری نواس آئنگر کے ہمراہ ۵ مئی ۱۹۲۸ء کو انگلستان کے لیے روانہ ہوئے، جبکہ اس سے قبل رتی جناح ۱۰ اپریل کو بغرض علاج پیرس جا چکی تھیں۔۹۳ رتی سے علیحدگی نے جناح پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ تاہم جناح پر اِن کی صبرمندانہ طبیعت کے سبب یہ اثرات دیرپا ثابت نہ ہوئے۔ ان کی سیاسی زندگی لحہ بہ لحہ مصروف تر ہوتی جارہی تھی۔ جناح نے بلند حوصلگی سے اس جدائی کو برداشت کیا، لیکن رتی کی بیماری کی خبر پاتے ہی وہ پیرس پہنچ گئے۔ دیوان چمن لال کے بقول جناح نے رتی کے لیے نہ صرف نئے کلینک بلکہ نئے طبی مشیر کا انتظام بھی کیا۔۹۴ رتی قریباً ایک ماہ پیرس میں زیر علاج رہیں۔ اس دوران جناح نہ صرف نرسنگ ہوم میں رتی کے پاس رہے بلکہ انہوں نے رتی کی مکمل دیکھ بھال اور تیمار داری خود کی۔ ۹۵

تاہم رتی کی صحت یابی کے بعد بھی دونوں کے تعلقات معمول پر نہ آ سکے یہ وہ دن تھے جب موتی لال نہرو آئینی اصلاحات کے لیے اپنی بدنام زمانہ ''نہرو رپورٹ'' پیش کر چکے تھے اور جناح کو ابھی اس کے تفصیلی مطالعہ کا موقع نہیں ملا تھا،۹۶ بلکہ ہندوستان آمد کے دو ماہ بعد تک جناح نے اس پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ بعد ازاں ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء کو انہوں نے کل جماعتی کانفرنس میں بھی اپنی رائے کا اظہار کیا، تاہم اس کانفرنس میں ہندو مسلم اتحاد کی سلسلے میں جناح کی تمام تجاویز رد کر دی گئیں۔ قائداعظم اس صورتحال سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ ان کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا: ''آج ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا اس طرح جدا ہو رہے ہیں کہ وہ اب آپس میں کبھی نہ مل سکیں گے۔۹۷ تاہم جناح کو اندازہ نہیں تھا کہ اب جدائیوں کا موسم ان کے آنگن میں اترنے والا تھا۔ رتی جناح دوبارہ بیمار پڑ گئی تھیں، ان پر پھر غشی کے دورے پڑنے لگے تھے۔ جناح ۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء کو دہلی میں اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اسی دوران بیماری شدید بڑھ گئی جس کی تاب نہ لاتے ہوئے رتی جناح ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء کو جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔۹۸ جناح کو دہلی میں اطلاع ملی تو وہ فوراً بمبئی کے لیے چل پڑے۔ جناح ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کو بمبئی پہنچے اور تدفین کی رسومات میں بڑے دکھی دل کے ساتھ شرکت کی۔ جس وقت رتی کی میت قبر میں اتاری جانے لگی تو جناح جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے۔ جناح کو آج تک کسی نے روتے نہیں دیکھا تھا۔ اس سے ان کے صبر اور حوصلہ مندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔۹۹ رتی جناح کے انتقال پر ہر شخص نے، جو بھی جناح سے واقف تھا، بلا تفریق مذہب و ملت حادثہ جا نکاہ پر افسوس کا اظہار کیا۔ جناح کو اس صدمہ سے عہدہ براٗ ہونے میں کئی دن لگے۔ وہ ایک ایسی شدید تنہائی کا شکار ہو گئے کہ انہوں نے بقیہ زندگی اس تلخ موضوع پر بات نہ کی اور رتی سے منسوب تمام اشیاء کو ایک بڑے صندوق میں بند کروا دیا تاکہ کوئی بھی چیز انہیں رتی کی یاد نہ دلا سکے۔۱۰۰

جناح اور رتی کی محبت لازوال تھی۔ جب قدرت نے دیکھا کہ فریقین میں سے کوئی بھی سمجھوتے پر تیار نہیں تو اس رشتے کو ہی ختم کر ڈالا۔ محمد علی جناح نے بعد ازاں خود کو سیاست کے سمندر میں یوں غرق کر دیا کہ گذشتہ زندگی کی کوئی یاد، انہیں ماضی کی بازگشت سننے پر مجبور نہ کر سکی۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی سیاست کے نام وقف کر دی۔۱۰۱ بالخصوص ۱۹۳۴ء کے بعد (انگلستان سے

واپسی پر) انہوں نے ایک نئے جوش اور جذبے سے مسلم لیگ کی تنظیم نو پر توجہ دی۔ انہوں نے حصول پاکستان کی جدوجہد کو ہی اپنا رفیق حیات سمجھ لیا۔ اگر جناح کو ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۸ء تک، رتی کی رفاقت میسر نہ ہوتی تو عین ممکن تھا کہ جناح اس تلخی بھری سیاسی زندگی سے مکمل کنارہ کش اختیار کر لیتے۔[۱۰۲] جیسا کہ انہوں نے ۱۹۲۳ء اور بعد ازاں ۱۹۳۳ء میں کیا۔[۱۰۳] یہ رتی کی ذات ہی تھی جن سے جناح کی سیاسی زندگی کو سنبھالے رکھا۔ اگرہم جناح کی سیاسی زندگی کا جائزہ لیں تو اس کی ابتداء میں قدرت نے رتی کی صورت میں بے لوث رفیق و غمگسار عطا کیا اور آخری سالوں میں ان کی نگہداشت کا فریضہ ان کی ہمشیرہ فاطمہ جناح کو سونپا۔ چنانچہ یہ بات بھرپور دعوے کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر جناح کی زندگی میں یہ دو خواتین نہ ہوتیں تو یہ ناممکن تھا کہ محمد علی کبھی بھی، ''جناح سے قائداعظم'' تک کا محیر العقول سفر طے کر سکتے۔

حوالہ جات

1. Charis Waddy, *Women in Muslim History,* (London, Longman, 1980), pp. 22-23.
2. *Ibid.,* p. 53
3. J.J. Saunders, *A History of Medieval Islam,* (London, Routledge, 1965), p. 13.
4. *Ibid.,* p. 31.
5. *Ibid.,* p. 26.

۶۔ مبارک پوری، قاضی اطہر، ''خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات''، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۲۳۔

۷۔ بشیر احمد تمنا، ''تاریخ اسلام''، لاہور، سن ندارد، ص ۴۲۔

۸۔ ایضاً،ص ۹۳۔

۹۔ مبارک پوری، بحوالہ سابقہ، ص ۴۳۔

10. Waddy, *op.cit.,* p.13.

۱۱۔ تمنا، بحوالہ سابقہ، ص ص ۱۰۲۔۱۰۳

12. Salma Khadra Jayyusi, *The Legacy of Muslim,* Spain, Vol-I, (Leiden, E.J.brill, 1994). pp. 272-273.
13. Waddy, *op.cit.,* p. 158.
14. *Ibid.,* pp. 163-172.
15. *Ibid.*

۱۶۔ ترپاٹھی، اے۔آر، ''سلطنت مغلیہ کا عروج و زوال''، لاہور، س ن، ص ص ۲۵۔۲۶۔

۱۷۔ ایضاً، ص ص ۳۳۔۳۴۔

۱۸۔ ایضاً۔

19. Mahajan, V.D., *Mughal Rule in India*, (Delhi, S. Chands Co., 1961)

20. *Ibid.*
21. *Ibid.*

۲۲- تاریخ برصغیر شاہد ہے کہ مغل اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ہی مسلمان خواتین کا عہد بھی ختم ہو گیا او رایک عرصہ تک خواتین برصغیر ہر میدانِ عمل میں پیچھے رہ گئیں۔ انگریز دور میں بھی روشن خیالی یا جدیدیت کی کوئی کرن مسلم خواتین تک نہ پہنچ سکی۔

۲۳- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، (نفیس اکیڈمی کراچی)، ۱۹۸۶ء، ص ۸۵۔

۲۴- ایضاً، ص ص ۱۰۷۔۱۰۸۔

۲۵- ایضاً، ص ۱۰۰۔

۲۶- ایضاً، ص ۱۱۳۔

27. Hector Bolitho, *Jinnah the Creator of Pakistan,* (London, John Murray, 1960), pp. 17-20.
28. *Ibid.*, pp. 21-25

۲۹- خواجی رضی حیدر، ''رتی جناح: قائداعظم کی رفیقہ حیات''، کراچی، ۱۹۹۵ء، ص ۲۳۔

30. Hector Bolitho, *op.cit.*, pp. 25-26.
31. Allama, G.A. , Quaid-i-Azam, *The story of A Nation,* (Karachi, Ferozsons, n.d.), pp. 165-8.
32. Bolitho, Hector, op.cit.
33. Jinnah, Fatima, *My Brother,* (Karachi, Quaid-i-Azam Academy, 1987), pp.66-68.
34. *Ibid.*, pp. 81-93

۳۵- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح بحوالہ سابقہ، ص ۲۸۔

۳۶- ایضاً۔

37. Hector Bolitho, *op.cit.*, pp. 46-47.
38. Fatima Jinnah, *op.cit.*, pp. 82-843.
39. *Ibid.*
40. Safdar Mahmood, *Jinnah's Vision of Pakistan*, Included in Pakistan Journal of History & Culture, NIHCR, Islamabad.

۴۱- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، بحوالہ سابقہ، ص ۷۶۔

۴۲- ایضاً، ص ص ۶۲۔۶۳۔

۴۳- ایضاً، ص ص ۸۴۔۸۵۔

44. Hector Bolitho, *op.cit.*, p. 75.
45. *Ibid.*, p. 76.
46. Dawarkada Kanji, *Gandhiji; Through My Diary Leaves* (1915-1948), Bombay, 1950, pp. 10-35.
47. Hector Bolitho, *op.cit.*, p. 75.
48. *Ibid.*, pp. 75-76

۴۹- خواجہ رضی حیدر، بحوالہ سابقہ، ص ۷۶۔

۵۰- ایضاً۔

51. Dawarkadas, *op.cit.*, p. 59.

۵۲- خواجہ رضی حیدر، *بحوالہ سابقہ*، ص ۸۹۔

۵۳- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، (نفیس اکیڈمی، کراچی)، ۱۹۸۶ء، ص ۱۶۔

۵۴- *ایضاً*، ص ۱۷۔

۵۵- *ایضاً*۔

۵۶- *ایضاً*۔

۵۷- *ایضاً*، ص ص ۱۷۔۱۸۔

۵۸- خواجہ رضی حیدر، ''رتی جناح : قائداعظم کی رفیقہ حیات''، بحوالہ سابقہ، ص ص ۷۹۔۸۰۔

۵۹- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، بحوالہ سابقہ، ص ص ۱۹۔۲۰۔

۶۰- *ایضاً*۔

۶۱- *ایضاً*، ص ۲۰۔

۶۲- *ایضاً*، ص ۲۱۔

63. Allama, *op.cit.*, Karachi., 1967, p. 54.
64. *Ibid.*
65. *Ibid.*, p. 56
66. Hector Bolitho, *op.cit.*, p. 89.
67. *Ibid.*, p. 90
68. Albuo, *op.cit.*, pp. 66-69.

۶۹- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، *بحوالہ سابقہ*، ص ص ۲۹۸۔

70. Aziz Beg, *Jinnah & His times : A Biography*, Islamabad, Babur and Amer Publication, 1986, p. 196.
71. *Ibid.*, p. 198.
72. A.A. Rauf, *Meet Mr. Jinnah, Sheikh Muhammad Ashraf*, (Lahore, 1955), p. 96.
73. *Ibid.*, pp. 100-101
74. Sharif-ud-Din Pirzada, *Some Aspects of Quaid-i-Azam*, (Islamabad, NIHCR, 1978), pp. 44-45.
75. Hector Bolitho, *op.cit.*, pp. 76-80.

۷۶- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، *بحوالہ سابقہ*، ص ۱۱۹۔۱۶۷۔

77. Dawarkadas, *op.cit.*, pp. 61-72

۷۸- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، *بحوالہ سابقہ*، ص ۱۱۰۔

79. Aziz Beg, *op.cit.*, pp. 294-298
80. *Ibid.*, pp. 300-301.

۸۱- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، *بحوالہ سابقہ*، ص ۱۱۲۔

82. Aziz Beg, *op.cit.*, pp. 299-301.

۸۳- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، *بحوالہ سابقہ*، ص ص ۱۱۴۔۱۱۷۔

84. Aziz Beg, *op.cit.*, pp.306-310.

۸۵- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، *بحوالہ سابقہ*، ص ص ۱۱۹۔۱۲۰۔

86. Pirzada, *op.cit.*, pp. 87-88.

۸۷- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، بحوالہ سابقہ، ص ۲۰۵۔

۸۸- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، بحوالہ سابقہ، ص ۲۱۳۔۲۱۴۔

۸۹- ایضاً، ص ص ۲۲۰۔۲۲۱۔

۹۰- ایضاً، ص ۲۳۳۔

۹۱- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، بحوالہ سابقہ، ص ۲۰۹۔

۹۲- ایضاً، ص ۲۱۰۔

۹۳- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، بحوالہ سابقہ، ص ۲۴۱۔

94. Hector Bolitho, *op.cit.*, pp. 93-96.

95. Dawarkadas, *op.cit.*, pp. 55-56.

۹۶- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، بحوالہ سابقہ، ص ص ۲۳۳۔۲۳۶۔

97. Hector Bolitho, *op.cit.*, p. 95.

۹۸- خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، بحوالہ سابقہ، ص ص ۲۵۴۔

۹۹- ایضاً، ص ۲۵۵۔

۱۰۰- خواجہ رضی حیدر، رتی جناح، بحوالہ سابقہ، ص ۲۳۱۔

101. Hecotr Bolitho, *op.cit.*, pp. 98-99

102. *Ibid.*, pp. 115-116

۱۰۳- قائداعظم چونکہ اصول پسند انسان تھے۔ اس لیے انہوں نے برصغیر کی سیاسی رنگا رنگی سے اکتا کر ۱۹۲۳ء اور پھر بعد ازاں گول میز کانفرنس کی ناکامی کے بعد لندن میں رہائش اختیار کر لی۔ تاہم علامہ اقبال کی خط و کتابت اور نوابزادہ لیاقت علی خان سے ملاقات کے بعد انہوں نے مسلمانانِ برصغیر کی قیادت کے لیے اپنی خدمات دوبارہ پیش کر دیں۔
(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، خواجہ رضی حیدر، ''قائداعظم کے ۷۲ سال''، احوال برائے سال ۱۹۲۳ اور ۱۹۳۳ء، بحوالہ سابقہ)